جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

حصہ ۳ سوم

بحار الانوار

مُلّا محمّد باقر مجلسی رحمۃ اللہ

ترجمہ

مولانا سید حسن امداد ممتاز الافاضل

در حالات

حضرتِ فاطمۃ الزّہرا صلوٰۃ اللہ علیہا

محفوظ بُک ایجنسی
امام بارگاہ مارٹن روڈ کراچی ۵
فون: ۴۲۴۲۸۶

اِس کتاب بحار الانوار جلد سوم کے ترجمے کی اشاعت کے
جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ ہیں

کوئی بھی فرد یا ادارہ اِس کتاب کے کلّی یا جزوی حصّے کو
بغیر اجازت ناشر شائع کرنے پر قانونی چارہ جوئی کا ذمہ دار ہوگا

نام کتاب ———— بحار الانوار جلد سوم

مؤلف ———— مُلّا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ

مترجم ———— مولانا سیّد حسن امداد صاحب قبلہ (ممتاز الافاضل)

کتابت ———— جعفر زیدی ۴/۴۲-۳۶ بی - لانڈھی

مطبع ———— سندھ آفسیٹ پریس - کراچی

فہرست تراجم اخبار و احادیث بحار الانوار
در حالات جناب فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا

عنوان مضامین احادیث و اخبار	صفحہ نمبر
باب ۱ اوّل	
شکل و شمائل اور حلیہ مبارک	۷
بطنِ مادر میں گفتگو	۸
حالاتِ ولادت	۸
آنسیہ حورا	۱۰
نور سے تخلیق	۱۱
حورا بشکلِ بشر	۱۲
حلیہ مبارک	۱۳
ولادت و وفات	۱۴
نقشِ خاتم	۱۶
تاریخِ ولادت مخالفین کی روایات میں	۱۶
علم ما کان و ما یکون	۱۷
باب ۲ دوم	
اسماء مبارک اور فضائل	۱۹
اسماء مبارک	۲۰
کنیت اور نام	۲۰
وجہ تسمیہ فاطمہ مورخین کی روایات	۲۰
وجہ تسمیہ زہرا مورخین کی روایات	۲۴
وجہ تسمیہ بتول مورخین کی روایات	۲۸
وجہ تسمیہ امِ ابیہا	۲۹
وجہ تسمیہ طاہرہ	۲۹
باب ۳ سوم	
مرتبہ، معجزات، قرآنی آیات کا نزول	۳۱
بہترین زنانِ عالم	۳۲
دنیا کی منتخب خاتون	۳۳
سیدۃ نساء العالمین	۳۴
مریمؑ سے بھی بتولؑ کو رتبہ سوا ملا	۳۸
خیر النساء العالمین	۴۲
خاتونِ جنّت	۴۲
کلمہ باقیہ کی بشارت	۴۳
شجنۃ رسولؐ	۴۴
دُرِ دندانِ فاطمہؑ کی نور افشانی	۴۴
قصرِ فاطمہ زہراؑ ؟	۴۴
علیؑ و فاطمہؑ کا تبسم	۴۵
نورِ زہراؑ سے چاند کا ماند پڑنا	۴۵
تسبیحِ فاطمہؑ کا شرف	۴۶
انجیل میں ذکر	۴۶
ذریت پر آتشِ جہنم کا حرام ہونا	۴۶
جنّت میں داخلہ	۴۶
گنہگارانِ امت کی شفاعت	۴۷

تو مجھے وہ مظالم یاد آجاتے ہیں جو میرے بعد اس پر ڈھائے جائیں گے۔ گویا، میں دیکھ رہا ہوں کہ نوع بہ نوع اس کے گھر کی بے حرمتی کی جارہی ہے۔ اس کے احترام کو برباد کیا جارہا ہے، اس کا حق غصب کیا جارہا ہے، اس کو میراث سے محروم کیا جارہا ہے، اس کا پہلو شکستہ کیا جارہا ہے جس سے اس کا بچہ (محسن) اپنی ماں کے شکم میں شہید ہوگیا۔ اور وہ "وامحمداہ" کہہ کر پکار رہی ہے اور کوئی جواب دینے والا نہیں ہے، وہ فریاد کررہی ہے اور کوئی فریادرس نہیں ہے۔ میرے بعد وہ مسلسل حزن و کرب میں بسر کررہی ہے۔ ہر وقت روتی رہتی ہے، کبھی وہ اپنے گھر سے وحی کا سلسلہ منقطع ہونے کو یاد کرتی ہے، کبھی میری جدائی کو یاد کرتی ہے۔ خصوصاً رات کے وقت وہ بہت ہی بے چین ہوجاتی ہے کیونکہ اب نمازِ شب میں میری تلاوتِ کلام پاک کی آواز نہیں سنتی۔ پھر وہ دیکھتی ہے کہ اپنے بابا کے زمانے میں تو اس کی بڑی عزت ہوتی تھی مگر اب لوگوں کے درمیان ذلیل و خوار ہے۔

اُس وقت پروردگارِ عالم ملائکہ کو بھیج کر اُس کی دلجوئی فرمائے گا اور وہ آکر اسی طرح اُس کو پکاریں گے جس طرح مریمؑ بنت عمران کو پکارا تھا۔ وہ کہیں گے: "یا فاطمة إنّ الله اصطفٰكِ وطهّركِ واصطفٰكِ علىٰ نساءِ العٰلمين۔ یا فاطمة اقنتي لربّكِ واسجدي واركعي مع الراكعين"

"اے فاطمہؑ! اللہ نے تجھ کو منتخب کیا اور پاک رکھا اور انتخاب کیا تجھے عالمین کی عورتوں میں سے۔ اے فاطمہؑ! اپنے رب کے حضور قنوت پڑھو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔"

اس کے بعد فاطمہؑ زہرا کو درد کی تکلیف شروع ہوگی، وہ بیمار پڑ جائے گی تو اللہ اس کی تیمارداری کے لیے مریمؑ بنت عمران کو بھیجے گا اور وہ آکر میری بیٹی کی تیمارداری کریں گی، اور اس کا دل بہلائیں گی، پھر جب مرض شدت اختیار کرے گا تو فاطمہؑ زہرا اللہ کی بارگاہ میں فریاد کرے گی اور کہے گی "اے میرے معبود! اب میں زندگی سے اُکتا گئی ہوں، دنیا والوں سے بیزار ہو چکی ہوں، اب تو مجھے میرے بابا جان سے ملادے۔"

چنانچہ اللہ اس کی دعا قبول فرمائے گا اور وہ میرے اہلِ بیت میں سے سب سے پہلے مجھ سے اس حال سے ملے گی کہ محزون و مکروب ہوگی، مغموم و مغضوب اور مقتول ہوگی۔ اس وقت میں اس کو دیکھ کر کہوں گا: "خدایا تو لعنت کر اس پر جس نے میری فاطمہؑ پر ظلم کیا، عذاب کر اس پر جس نے اس کو ناراض کیا، ذلیل کر اس کو جس نے اس کو ذلیل کرنا چاہا، اور آتشِ جہنم میں رکھ اس کو جس نے اس کے پہلو کو مجروح کیا، یہاں تک کہ اس کے شکم کا بچہ بھی ساقط ہوگیا۔"

میری اس دعا پر فرشتے آمین کہیں گے۔

(۴) — جنابِ فاطمہؑ زہرا کا خواب بعدِ وفاتِ رسولؐ

ابوالبصیر نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی تو آپ دو چیزیں چھوڑ کر گئے۔ ایک کتابِ خدا اور دوسری اپنی عترت و اہلِ بیت۔ اور آنحضرتؐ نے جنابِ فاطمہؑ زہرا سے بطور راز کے یہ کہہ دیا تھا کہ وہ ان کے اہلِ بیت میں سب سے پہلے ان کے پاس پہونچنے والی ہیں۔

جنابِ فاطمہؑ زہرا کا بیان ہے کہ اپنے پدرِ بزرگوار کی وفات کے چند دن بعد میں ایک مرتبہ نیم خوابی کے عالم میں تھی کہ میں نے دیکھا، گویا میرے پاس پدرِ بزرگوار تشریف لائے ہیں اور جوں ہی میں نے آپؐ کو دیکھا، بیقرار ہوکر چیخی کہ بابا! ہم سے آسمانی خبریں منقطع ہوگئیں اور میں ابھی اسی عالم میں تھی کہ دیکھا، آسمان سے ملائکہ صف در صف نازل ہورہے ہیں اور اُن کے آگے آگے جو دو فرشتے ہیں وہ مجھے اُٹھا کر آسمان پر لے گئے۔ وہاں میں نے اپنا سر اُٹھا کر دیکھا تو بیشمار قصور، باغات، نہریں نظر آئیں۔ ایک قصر کے بعد دوسرا قصر، ایک نہر کے بعد دوسری نہر، ایک باغ کے بعد دوسرا باغ۔ اور ان قصور کی حور مجھے جھانک جھانک کر دیکھ رہی ہیں جن کا حسن و جمال موتیوں کی طرح آبدار تھا۔ اُنھوں نے مجھے ہنس ہنس کر خوش آمدید کہا، اور بولیں "مرحبا، اے خاتونِ جنت، آپ ہی کے طفیل میں جنت کی اور ہماری خلقت ہوئی ہے۔"

جنابِ فاطمہؑ زہرا فرماتی ہیں کہ ملائکہ مجھے لیے ہوئے اوپر چلے جارہے تھے، یہاں تک کہ وہ مجھے ایک ایسے محل میں لے گئے جس میں بہت سے قصر تھے، ہر قصر میں ایسے گھر تھے جن کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا۔ اُن میں تخت بچھے ہوئے تھے جن پر سندس و استبرق کے فرش بچھے ہوئے، حریر و دیبا کے لحاف پڑے ہوئے، جگہ جگہ سونے چاندی کے برتن رکھے ہوئے، دسترخوان طرح طرح کے کھانوں سے سجے ہوئے تھے۔

ان باغوں میں ایک نہر جاری تھی جس کا پانی برف سے زیادہ سفید، مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔ میں نے پوچھا "یہ نہر کونسی ہے اور یہ گھر کس کا ہے؟"

اُنھوں نے جواب میں عرض کیا، "یہ گھر علیؑ کا ہے، یہ جنت کا سب سے اونچا حصہ ہے اس کے اوپر جنت کا کوئی اور درجہ نہیں ہے۔ اور یہ آپ کے پدرِ بزرگوار اور اُن کے ساتھ وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ یہاں رکھنا چاہتا ہے، اُن کا گھر ہے۔"

پھر میں نے پوچھا "یہ نہر کونسی ہے؟"

الارض من دمائکم فان شئت فاعرض یا فلان

ترجمہ : (اے حبشن کے بچے میں نے اپنا حق اس لیے چھوڑ دیا کہ لوگ دینِ اسلام سے مرتد نہ ہو جائیں، لیکن قبرِ فاطمہ کی طرف تونے یا تیرے ساتھیوں نے آنکھ بھی اٹھا کر دیکھا تو میں تم لوگوں کے خون سے اس زمین کو سینچ دوں گا۔ اب اگر یہ چاہو تو آگے قدم بڑھا کر دیکھو۔"

اتنے میں حضرت ابوبکر درمیان میں آگئے اور کہا اے ابوالحسن! تمھیں خدا اور اس کے رسول کا واسطہ انھیں چھوڑ دو، ہمارا وعدہ ہے کہ اب ہم کوئی ایسی بات نہ کریں گے جو تمھارے غصّے کا سبب بنے۔

یہ سن کر آپ نے عمر ابن الخطاب کو چھوڑ دیا اور سب لوگ واپس ہو گئے۔

(دلائل الامامت طبری)

(۱۵) = بابِ فاطمہ کا جلایا جانا

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے کتاب سُلیم بن قیس میں یہ واقعہ اس طرح دیکھا ہے کہ سلمان اور عبداللہ ابنِ عباس کا بیان ہے کہ جس دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحلت فرمائی، اسی دن (ابھی آپ کو دفن بھی نہ کیا تھا) سوائے چند کے سب لوگوں نے بیعت توڑ دی اور مرتد ہو گئے، اور مخالفت پر کمر بستہ نظر آنے لگے۔ اس وقت علی ابن ابی طالب تجہیز و تکفینِ رسول میں مشغول تھے پھر وہ اس کے بعد حسبِ وصیتِ رسول قرآن مجید کی جمع و ترتیب میں مصروف ہو گئے۔ ان لوگوں سے انھیں کوئی سروکار نہ تھا۔ ایک مشیر نے ابوبکر سے کہا کہ اب تمام لوگ تمھاری بیعت کر چکے ہیں سوائے اس شخص (علی) کے۔ اور اس کے گھر والوں کے۔ لہٰذا اس کے پاس کسی کو بھیجو اور اسے بھی بلاؤ۔

ابوبکر نے اُن کے پاس قنفذ نامی ایک شخص کو بھیجا اور کہا اے قنفذ! تم علی کے پاس جاؤ اور کہو کہ چلو تمھیں خلیفہ رسول طلب کرتے ہیں۔

قنفذ آپ کو بلانے کے لیے کئی بار آیا، مگر حضرت علی علیہ السلام جانے سے انکار کرتے رہے۔ اُن کے انکار پر ابوبکر کے اُس مشیر کو غصّہ آیا اور اس نے خالد بن ولید اور قنفذ کو حکم دیا کہ تم لوگ لکڑیاں اور آگ لیکر میرے ساتھ چلو۔

چنانچہ یہ سب لوگ آگ اور لکڑیاں لیے ہوئے حضرت علی علیہ السلام اور حضرت فاطمہ زہرا کے دروازے پر پہونچے۔ اُس وقت حضرت فاطمہ زہرا اپنے دروازے کے پیچھے بیٹھی

ہوئی تھیں۔ آپ کے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے غم میں بالکل لاغر و کمزور ہو رہی تھیں۔

وہ مشیر (عمر ابن الخطاب) آگے بڑھا اور اُس نے دروازہ کھٹکھٹایا اور آواز دی اے علی! دروازہ کھولو۔

حضرت فاطمہ زہرا نے کہا، اے عمر! ہمیں اسی حال میں چھوڑ دے اس لیے کہ ہمیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غم ہی بہت کافی ہے۔

عمر نے کہا، دروازہ کھول دو ورنہ میں تمھارے گھر میں آگ لگائے دیتا ہوں۔

حضرت فاطمہ زہرا نے فرمایا، اے عمر! کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے اور میرے گھر میں زبردستی داخل ہونا چاہتے ہو؟

اس پر عمر نے آگ اور لکڑیاں لیکر دروازے کو جلا دیا اور دھکا دے کر کھول لیا۔ جناب فاطمہ زہرا سامنے تھیں انھوں نے فریاد کی:

اے بابا، یا رسول اللہ!

یہ سن کر عمر نے اپنی تلوار مع نیام کے جناب سیدہ کے پہلو پر ماری۔ انھوں نے ایک چیخ ماری۔ پھر اُس نے اُن کے ہاتھ پر ضرب لگائی۔ جناب سیدہ پھر چیخنے لگیں اے بابا! چیخوں کی آواز سن کر حضرت علی ابن ابی طالب فوراً دوڑے اور عمر کا گریبان پکڑ کر زور سے جھٹکا دیا، جس کی تاب نہ لا کر وہ زمین پر گر گیا۔ آپ نے اُس کی ناک اور گردن پر ضربیں لگائیں اور اس کے قتل کا ارادہ کیا، معاً حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت یاد آئی کہ آنحضرت نے اس موقع پر صبر کرنے کی تاکید فرمائی تھی۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، اے عمر ابن الخطاب! میں اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس نے حضرت محمد کو نبی بنا کر عزت بخشی، اگر اللہ نے مجھ سے پہلے ہی سے عہد نہ لے لیا ہوتا تو تم لوگ میرے گھر میں داخل ہی نہیں ہو سکتے تھے۔

اتنے میں عمر نے اپنے دوسرے ساتھیوں کی مدد سے حضرت علی علیہ السلام کے گلے میں رسّی ڈال دی اور انھیں کھینچ کر باہر لے گئے۔ یہ دیکھ کر حضرت فاطمہ نے مداخلت کی لیکن قنفذ نے آپ کو ایسا تازیانہ مارا جس کا نشان مرتے دم تک باقی رہا۔ جب آپ نے دروازہ کے پیچھے پناہ لی تو اس نے دروازہ زور سے آپ کے اوپر دبا دیا جس سے آپ کی پسلی ٹوٹ گئی اور جو بچہ آپ کے شکم میں تھا وہ ساقط ہو گیا۔ اس کے بعد آپ مسلسل بیمار رہیں یہاں تک کہ آپ نے اسی عالم میں وفات پائی۔ اللہ اس شہیدہ پر ہمیشہ ہمیشہ اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور ظالموں پر لعنت

اس کے بعد یہ روایت اور آگے بڑھی جس میں ان عظیم مصائب کا تذکرہ کیا گیا ہے جو اس کے بعد وقوع پذیر ہوئے۔

ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ جب فاطمہؑ زہرا کو خبر ہوئی کہ ابوبکر نے فدک پر قبضہ کرلیا ہے۔ تو آپ بنی ہاشم کی عورتوں کے حلقے میں باہر نکلیں، ابوبکر کے پاس آئیں اور فرمایا: اے ابوبکر! کیا تم مجھ سے وہ زمین بھی لے لینا چاہتے ہو، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دی تھی۔

یہ سن کر ابوبکر نے دوات طلب کی اور چاہا کہ اس زمین کو واپس کرنے کے لیے حکمنامہ صادر کریں۔ اتنے میں عمر بن خطاب آئے اور بولے:

اے خلیفۂ رسول! آپ یہ دستاویز اس وقت تک نہ لکھیں جب تک فاطمہؑ اپنے دعوے کا ثبوت پیش نہ کریں۔

جناب فاطمہؑ زہرا نے فرمایا، علیؑ اور ام ایمن اس کے گواہ ہیں۔

عمر نے کہا، ایک عجمی عورت جو اچھی طرح بات نہ کرسکتی ہو اس کی گواہی قبول نہیں اب رہے علیؑ، تو وہ اپنے ہی مطلب کی بات کہیں گے۔

یہ سن کر جناب فاطمہؑ زہرا غصے کے عالم میں واپس آگئیں اور آپ کا مرض بڑھ گیا۔

● حضرت علی علیہ السلام کا معمول تھا کہ پانچوں وقت کی نماز مسجد میں پڑھا کرتے تھے، ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام جب نماز سے فارغ ہوچکے تو ابوبکر و عمر نے پوچھا: رسول کی بیٹی کیسی ہیں؟ اور کہا، اے علیؑ! ہمارے اور فاطمہؑ کے درمیان جو ناخوشگوار امور پیش آئے ہیں اُن سے تم واقف ہو، اگر تم مناسب سمجھو تو ہمیں اُن کے پاس لے چلو تاکہ ہم اپنی غلطیوں کی اُن سے معافی طلب کریں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، تمھاری مرضی ہے۔

چنانچہ یہ دونوں، حضرت علیؑ کے ہمراہ دروازۂ فاطمہؑ پر پہونچے۔ حضرت علیؑ اندر گئے اور فرمایا:

اے سیدہ! فلاں و فلاں دروازے پر کھڑے ہیں تم کو سلام کرنا چاہتے ہیں۔ تمھاری کیا رائے ہے؟ کیا انھیں اندر بلالیا جائے؟

جناب فاطمہؑ زہرا نے فرمایا، اے علیؑ! یہ گھر بھی آپ کا ہے اور میں بھی آپ کی زوجہ ہوں آپ کو ہر طرح کا اختیار ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، اچھا تم نقاب ڈال لو۔

جناب سیدہؑ نے نقاب پہن لی اور دیوار کی طرف منھ کرکے بیٹھ گئیں۔ تب وہ دونوں اندر داخل ہوئے اور سلام کرنے کے بعد بولے:

اے فاطمہؑ! آپ ہم سے راضی ہوجائیں، اللہ آپ سے راضی ہو۔

جناب سیدہؑ نے کہا، مجھے راضی کرنے اور اپنی غلطی پر ندامت کی کیا وجہ ہے کہ جس کی بنا پر تم دونوں میرے پاس آئے ہو؟

اُنھوں نے عرض کیا، واقعاً اب ہم اپنی غلطی پر نادم ہیں اور امید ہے کہ آپ اسے درگذر کردیں گی۔

جناب فاطمہؑ زہرا نے فرمایا، اگر تم دونوں سچے ہو تو میں تم دونوں سے ایک بات پوچھتی ہوں سچ بتانا۔ اور میں وہی بات پوچھوں گی جس کے متعلق مجھے معلوم ہے کہ تم اسے جانتے ہو، اگر تم نے سچ بتادیا تو میں سمجھوں گی کہ تم لوگ یہاں سچی نیت سے آئے ہو۔

اُن دونوں نے عرض کیا اچھا جو پوچھنا ہو پوچھیے۔

جناب فاطمہؑ زہرا نے فرمایا، میں تمھیں خدا کی قسم دے کر پوچھتی ہوں کہ تم نے میرے پدر بزرگوار کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ: فاطمة بضعة مني فمن اذاها فقد اذاني " (فاطمہؑ میرا ہی ایک ٹکڑا ہے جس نے اس کو اذیت دی اُس نے مجھے اذیت پہونچائی۔)

دونوں نے اقرار کیا اور کہا، جی ہاں سنا ہے۔

یہ سن کر جناب فاطمہؑ زہرا نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور کہا

" اللهم انهما قد اذياني فانا اشكوهما اليك والى رسولك لا والله لا ارضى منكما ابدا حتى القى الى رسول الله. " (خدایا تو گواہ رہنا کہ ان دونوں نے مجھے اذیت دی، میں ان دونوں کی شکایت تجھ سے اور تیرے رسول سے کرتی ہوں۔ لا واللہ، میں ان دونوں سے تاابد راضی نہ ہوں گی یہانتک کہ میں رسول اللہ سے ملاقات کروں۔) واخبره بما صنعتما فيكون هو الحاكم فيكما۔ (اور تمھارا وہ سلوک بیان کروں گی جو تم نے میرے ساتھ کیا ہے پس اس وقت وہی تم دونوں کا فیصلہ کریں گے۔)

یہ سن کر ابوبکر رونے لگے اور کافی گریہ وزاری کرنے لگے۔

عمر نے کہا، اے خلیفۂ رسول! آپ ایک عورت کی باتوں میں آکر جزع فزع کرنے لگے۔

اس کے بعد جب تک جناب فاطمہؑ زہرا زندہ رہیں ان دونوں کے لیے بددعا ہی کرتی رہیں۔

آپ اپنے پدرِ بزرگوار کی وفات کے بعد صرف چالیس روز زندہ رہیں۔ جب آپ کے مرض میں شدت ہوئی تو آپ نے حضرت علی علیہ السلام کو بلایا اور کہا:

اے ابنِ عمِ رسولؐ! اب میرا وقتِ آخر ہے، میں وصیت کرتی ہوں کہ آپ میرے بعد امامہ سے شادی کریں، کیونکہ وہ میرے بچوں کے ساتھ مجھ جیسا برتاؤ کرتی ہے۔ دوسرے یہ کہ میرے لیے تابوت تیار کر دیں جس کی ساخت مجھ کو ملائکہ نے بتائی ہے۔ تیسری وصیت یہ ہے کہ میرے دشمن میرے جنازے پر نہ آئیں اور نہ میرے دفن میں شریک ہوں اور نہ میری نمازِ میت میں شامل ہوں۔

ابنِ عباس کا بیان ہے کہ جناب فاطمہ زہراؑ نے اُسی دن وفات پائی۔ جسے سن کر مدینہ کے مردوں اور عورتوں میں کہرام برپا ہو گیا اور لوگ اس طرح سراسیمہ و مضطر ہوئے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کے روز مضطر ہوئے تھے۔ ابوبکر اور عمر، علیؑ کے پاس تعزیت کے لیے آئے اور بولے:

اے علیؑ! ہمارے آنے سے پہلے بنتِ رسولؐ کی نمازِ جنازہ نہ پڑھ لینا!

مگر جب رات ہوئی تو حضرت علی علیہ السلام نے عباس و فضل، مقداد، سلمان ابوذر اور عمار کو بلایا اور جناب فاطمہ زہراؑ کی نمازِ جنازہ پڑھی۔ اور اسی وقت دفن کیا۔

جب صبح ہوئی تو ابوبکر و عمر اور دوسرے لوگ بھی آپ کی نمازِ جنازہ پڑھنے کے لیے آئے۔

مقداد نے کہا کہ ہم نے تو ان کو شب کے وقت ہی دفن کر دیا۔

یہ سن کر عمر، ابوبکر کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ کیا میں نے تم سے یہ نہیں کہا تھا کہ یہ لوگ ایسا ہی کریں گے۔

عباس نے جواب دیا، فاطمہ زہراؑ کی وصیت تھی کہ اُن دونوں (تم دونوں) کو نمازِ جنازہ میں شریک نہ کرنا۔

عمر نے کہا، اے بنی ہاشم! تم لوگ اپنا پرانا حسد نہ چھوڑو گے اور یہ کینے تمہارے سینوں سے کبھی نہ جائیں گے۔ اچھا خدا کی قسم اب تو ہمارا ارادہ ہے کہ اُن کی قبر کھود کر اُن کی نمازِ جنازہ پڑھیں گے۔

حضرت علی علیہ السلام نے جواب دیا، اے پسرِ صہاک! خدا کی قسم اگر تو نے اس کا ارادہ بھی کیا اور اس کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی دیکھا تو میں قسم توڑ دوں گا اور جس تلوار کو میں نے نیام میں رکھ لیا ہے، پھر اسے باہر نکال لوں گا اور پھر وہ نیام میں اُس وقت تک نہ جائے گی جب تک تیرا خون

نہ بہا لے گی۔

یہ سُن کر عمر خاموش ہو گئے، انھیں معلوم تھا کہ جب علیؑ قسم کھاتے ہیں تو اسے پورا بھی کرتے ہیں۔

(یہ پوری روایت کتاب سلیم بن قیس ہلالی میں ہے)

تاریخ ابو الفداء ص ۱۵۶، کتاب الامامۃ والسیاسۃ ص ۱۳، صحیح بخاری باب خمس صحیح مسلم جلد ۲ ص ۹۱ شرح ابن ابی الحدید جلد ۱ ص ۱۳۳، تاریخ طبری جلد ۳ ص ۱۹۸ عقد الفرید جلد ۳ ص ۶۳ کتابوں میں کم و بیش یہ روایت مرقوم ہے۔

مندرجۂ بالا روایت کو یہاں تک بیان کرنے کے بعد علامہ مجلسی علیہ الرحمہ تحریر کرتے ہیں کہ اس کا تتمہ اور دوسری روایات جو جناب فاطمہ زہراؑ پر ہونے والے مظالم پر مشتمل ہیں، میں نے اپنی کتاب "فتن" میں درج کر دیا ہے۔

(۱۶) ـــ شکمِ مادر میں حضرت محسن کی شہادت

ابوبصیر نے حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ زہراؑ کی وفات ۳ جمادی الآخر روزِ سہ شنبہ ۱۱ھ کو ہوئی اور آپ کی وفات کا سبب یہ ہوا کہ عمر ابن الخطاب کے غلام قنفذ نے اپنے آقا کے حکم سے آپ کے شکمِ مبارک میں نیام کے نیچے والی نوک بھونک دی (چبھو دی اور ضرب لگائی) جس کی وجہ سے فوراً ہی حضرت محسن کا اسقاط ہو گیا، اور اس کے بعد آپ سخت بیمار ہو گئیں۔ اور جن لوگوں نے آپ کو اذیت پہونچائی تھی اُن میں سے کسی کو بھی آپ نے اپنے گھر آنے کی اجازت نہ دی۔ مگر اصحابِ پیغمبرؐ میں سے دو صاحبان نے حاضری کی اجازت کے لیے حضرت علی علیہ السلام کو اپنا وسیلہ بنایا۔ چنانچہ حضرت علیؑ کے کہنے پر آپ نے اُن دونوں کو آنے کی اجازت دی۔ جب یہ دونوں اندر آئے اور مزاج پرسی کی تو:

آپ نے فرمایا، بحمد اللہ میں ٹھیک ہوں۔ یہ بتاؤ کیا تم دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سُنا ہے کہ: "فاطمة بضعة مني فمن اذاها فقد اذاني ومن اذاني فقد اذا الله" (فاطمہ میرا ہی ایک ٹکڑا ہے جس نے اس کو اذیت دی، اُس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اُس نے اللہ کو اذیت پہونچائی)؟

اُن دونوں نے کہا، جی ہاں، ہم نے یہ حدیث سُنی ہے

آپ نے فرمایا، اچھا، تو پھر یہ بھی سن لو کہ واللہ تم دونوں نے مجھ کو اذیت دی ہے۔

یہ سُن کر وہ دونوں صاحبان باہر نکل گئے اور جناب فاطمہؑ زہرا اُن پر اسی طرح ناراض اس دنیا سے رخصت ہوگئیں۔ (دلائل الامامت طبری)

(۱۷) جناب فاطمہؑ کو زخمی کیا گیا

احتجاج طبرسی میں مرقوم ہے کہ منجملہ ان احتجاجات کے جو حضرت امام حسن علیہ السلام نے معاویہ اور اصحابِ معاویہ کے خلاف کیے ایک یہ بھی تھا کہ آپ نے مغیرہ بن شعبہ سے فرمایا: تو وہی شخص تو ہے جس نے میری مادرِ گرامی جناب فاطمہؑ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زدوکوب کیا جس سے ان کا بچہ ساقط ہوگیا تو نے یہ اس وجہ سے کیا کہ تیری نظر میں آنحضرتؐ کی کوئی عزت نہ تھی اور نہ اُن کے فرمان کی کوئی اہمیت تھی درآنحالیکہ آپؐ نے حضرت فاطمہؑ زہرا سے فرمایا تھا اَنتِ سیدۃ نساء اھل الجنۃ: اے مغیرہ! خدا کی قسم تیری بازگشت آتشِ جہنم ہے۔ (احتجاج طبرسی)

(۱۸) شیخین سے ناراضگی اور تدفین

مناقب ابنِ شہر آشوب اور صحیح مسلم میں حضرت عائشہ سے ایک طویل روایت نقل کی گئی ہے اُس میں یہ ہے کہ حضرت فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا نے کسی کو ابوبکر کے پاس بھیجا اور اپنے بابا کی میراث کی طالب ہوئیں (اس کے بعد پورا قصہ تفصیل سے بیان کیا۔ پھر تحریر کیا) اس واقعہ کے بعد جناب فاطمہؑ زہرا نے ابوبکر سے قطع تعلق کر لیا، بات کرنی بھی چھوڑ دی یہاں تک کہ آپ نے وفات پائی اور ابوبکر ان کے جنازے پر نماز بھی نہ پڑھ سکے کیونکہ یہ آپ کی وصیت میں تھا۔

- واقدی نے جو علمائے اہلِ سنت میں سے ایک بڑے عالم ہیں، لکھا ہے کہ جب حضرت فاطمہؑ زہرا کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کی، کہ اُن کی نمازِ جنازہ میں ابوبکر اور عمر شریک نہ ہوں۔ حضرت علی علیہ السلام نے اُن کی وصیت پر عمل کیا۔
- ابنِ عباس سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہؑ زہرا نے وصیت فرمائی کہ میری موت کی اطلاع ابوبکر و عمر کو نہ دی جائے اور یہ دونوں ان کی نمازِ جنازہ میں بھی شریک نہ ہونے پائیں اس لیے حضرت علی علیہ السلام نے ان معظمہ کو شب کے اندھیرے ہی میں دفن کیا اور اُن دونوں کو اس امر کی اطلاع نہیں دی۔

- تاریخ ابوبکر بن کامل میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہؑ زہرا بعدِ وفاتِ رسولؐ چھ ماہ زندہ رہیں جب ان کی وفات ہوئی تو حضرت علی علیہ السلام نے اُن کو رات میں دفن کیا اور حضرت علی علیہ السلام ہی نے ان پر نماز پڑھی۔
- تاریخ مذکور میں زہری کی یہ روایت بھی مرقوم ہے کہ حضرت فاطمہؑ زہرا شب کے وقت دفن ہوئیں۔
- اسی تاریخ میں زہری سے یہ روایت بھی ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور حضرت امام حسن و امام حسین علیہما السلام نے شب میں اُن کو دفن کر کے اُن کی قبر کو پوشیدہ کر دیا۔
- تاریخِ طبری میں مرقوم ہے کہ حضرت فاطمہؑ زہرا شب کے وقت دفن ہوئیں اور اُن کے جنازے میں سوائے عباس و علیؑ و مقداد و زبیر کوئی اور حاضر نہیں ہوا۔
- دوسری روایات میں ہے کہ آپ کے جنازے پر حضرت امیر المومنین، امام حسنؑ، امام حسینؑ، عقیل، سلمان، ابوذر، مقداد، عمار اور بریدہ نے نماز پڑھی۔ دوسری روایت میں ہے کہ عباس اور فضل نے بھی نماز پڑھی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حذیفہ اور ابن مسعودؓ نے بھی نمازِ جنازہ میں شرکت کی۔
- اصبغ بن نباتہ نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے پوچھا کہ حضرت فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا رات کے وقت کیوں دفن ہوئیں؟

آپ نے فرمایا، فاطمہؑ زہرا کچھ لوگوں سے ناراض تھیں اس لیے میں نے پسند نہیں کیا کہ وہ لوگ اُن کے جنازے میں شریک ہوں۔ اسی طرح ہر وہ شخص جو اُن لوگوں کو دوست رکھتا ہو جن سے فاطمہؑ ناراض تھیں اس پر حرام ہے کہ وہ اولادِ فاطمہؑ میں سے کسی کے جنازے پر نماز پڑھے۔

- روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فاطمہؑ زہرا کی قبر کو زمین کے بالکل برابر رکھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ نے اُن کی قبر کے چاروں طرف نقلی قبریں بنا دیں تاکہ آپ کی اصلی قبر پہچانی نہ جا سکے اور اغیار نماز نہ پڑھ سکیں۔
- بعدِ رحلتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب فاطمہؑ زہرا اس مرض میں مبتلا ہوئیں جس میں ان کی وفات ہوئی۔ تو یہ دونوں (ابوبکر وعمر) عیادت کے لیے آئے اور اندر آنے کی اجازت چاہی۔ جناب فاطمہؑ زہرا نے اجازت دینے سے انکار کیا۔ ابوبکر نے جب یہ دیکھا تو خدا سے عہد کیا کہ جب تک فاطمہؑ کے پاس جا کر اُن کو اپنے سے راضی نہ کر لیں گے کسی مکان کی چھت کے نیچے نہ آئیں گے۔ چنانچہ وہ رات انھوں نے قبرستانِ بقیع میں بغیر

نسی سائے کے لبسر کی۔ جب صبح ہوئی تو عمر، علیؑ کے پاس آئے اور اُن سے کہا:

اے علیؑ! تمھیں معلوم ہے کہ ابوبکر رسول اللہ کے یارِ غار ہیں، آپؐ کے صحابی اور ایک رقیق القلب انسان ہیں، ہم لوگ کئی مرتبہ تمھارے پاس فاطمہؑ زہرا سے ملاقات کی غرض سے آچکے ہیں مگر وہ راضی نہیں ہوتیں لہٰذا اب تم اُن سے مزید سفارش کرو، تاکہ ملاقات ہوجائے۔

اُن کے کہنے پر حضرت علی علیہ السلام گھر میں تشریف لے گئے اور شہزادی سے کہا، اے بنتِ رسولؐ! ان دونوں نے جو کچھ کہا ہے وہ تم کو معلوم ہے، یہ دونوں متعدد مرتبہ گھر پر تم سے ملاقات کے لیے آچکے ہیں مگر میں نے ہر مرتبہ واپس کردیا۔ اب وہ پھر میرے پاس آئے ہیں اور تمھاری اجازت کے منتظر ہیں ؟

جناب فاطمہؑ زہرا نے فرمایا کہ میں ان دونوں کو ملاقات کی اجازت نہ دوں گی نہ اُن سے بات کروں گی یہاںتک کہ اپنے بابا سے ملاقات کروں۔

حضرت علی علیہ السلام نے کہا، میں نے ان دونوں سے وعدہ کرلیا ہے۔

جناب فاطمہؑ زہرا نے کہا، اگر آپ نے وعدہ کرلیا ہے تو یہ گھر آپ کا ہی ہے اور عورتوں کو اپنے شوہروں کی اطاعت کرنی چاہیے اس لیے میں آپ کی مخالفت ہرگز نہ کروں گی۔ آپ جس کو چاہیں اندر آنے کی اجازت دیدیں۔

پس حضرت علی علیہ السلام باہر تشریف لائے اور دونوں کو اندر آنے کی اجازت دے دی۔ وہ اندر آگئے۔ جب اُن کی نظر فاطمہؑ زہرا پڑی تو انھوں نے سلام کیا، لیکن شہزادی نے جواب نہ دیا، اور اپنا منھ اُن کی طرف سے پھیر لیا۔ وہ دونوں دوسری طرف سے سامنے آئے اور پھر سلام کیا، فاطمہؑ زہرا نے پھر منھ پھیر لیا۔ ایسا کئی مرتبہ ہوا۔

(پھر مجبوراً) جناب فاطمہؑ زہرا نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا، اے علیؑ! چادر کو کشادہ کردو، اور پاس کی عورتوں سے کہا، میرے چہرے کو موڑ دو۔

جب ان عورتوں نے آپ کا چہرہ موڑ دیا، تو وہ دونوں پھر سامنے آئے۔

ابوبکر نے کہا، اے بنتِ رسولؐ! ہم تمھارے پاس تم کو راضی کرنے اور تمھارے غصے سے بچنے کے لیے آئے ہیں اور خواہشمند ہیں کہ اب تم ہمیں معاف کردو، اور جو کچھ ہوچکا ہے اس کو درگذر کرو۔

جناب فاطمہؑ زہرا نے کہا، میں نے تم سے اس سلسلے میں بات نہ کرنے کا عہد کیا ہے تاوقتیکہ اپنے پدرِ گرامی کی خدمت میں پہونچ کر تمھارے اُن افعال کی جو تم نے میرے ساتھ روا رکھے

شکایت کروں۔

اُن دونوں نے کہا، ہم اب تمھارے پاس معذرت کرنے آئے ہیں اور تمھیں راضی کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں معاف کردو اور درگذر سے کام لو اور جو کچھ ہوگیا اس پر خفا نہ ہو۔

تب جناب فاطمہؑ زہرا حضرت علی علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئیں، اور کہا میں ان دونوں سے بالکل بولنا نہیں چاہتی، صرف ایک بات آپ ان سے پوچھیں، جو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنی ہے۔ پس اگر انھوں نے سچ کہا تو جو میری رائے ہوگی اس ہی پر عمل کروں گی۔

اُن دونوں نے کہا، ہم خدا کو گواہ کرکے کہتے ہیں کہ ہم حق کہیں گے۔

جناب فاطمہؑ زہرا نے فرمایا، اچھا، میں خدا کی قسم دے کر تم سے پوچھتی ہوں کہ کیا رسول اللہؐ نے تم دونوں کے سامنے یہ نہیں فرمایا تھا کہ "فاطمہؑ میرا ایک ٹکڑا ہے میں اس سے ہوں وہ مجھ سے ہے جس نے اس کو اذیت دی اُس نے مجھ کو اذیت دی جس نے مجھے اذیت دی، اُس نے خدا کو اذیت دی، اور جس نے میرے مرنے کے بعد بھی اذیت دی تو ایسا ہی ہے کہ جیسے اُس نے اُس کو میری حیات میں اذیت دی اور جس نے اس کو میری حیات میں اذیت دی، یہ ایسا ہی ہے جیسے اُس نے اس کو میرے مرنے کے بعد اذیت دی؟"

دونوں نے کہا، ہاں خدا کی قسم ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سُنا ہے۔

جناب فاطمہؑ زہرا نے فرمایا، بس اب میں خدا کو گواہ کرکے کہتی ہوں اور جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ سب گواہ رہیں کہ ان دونوں نے مجھ کو اذیت دی ہے میری زندگی میں بھی اور مرتے وقت بھی۔ خدا کی قسم، میں تم دونوں سے مطلق بات نہ کروں گی، یہاںتک کہ اپنے رب کے پاس پہونچ جاؤں اور اُس کی بارگاہ میں تمھاری شکایت کروں۔

یہ سُن کر ابوبکر نے آہ و واویلا کرنا شروع کردیا اور کہا، اے کاش، میری ماں نے مجھ کو نہ جنا ہوتا کہ میں یہ دن دیکھتا۔)

عمر نے کہا، لوگوں پر تعجب ہے کہ انھوں نے تم کو کیسے اپنے امور کا والی بنادیا درآنحالیکہ تم بہت بوڑھے ہوگئے ہو اور ایک عورت کی ناراضگی پر جزع و فزع کرتے ہو اور اس کی رضامندی کے خواستگار ہو، اگر ایک عورت ناراض بھی رہے گی تو اس میں کونسا حرج ہے۔

یہ کہہ کر دونوں کھڑے ہوگئے اور گھر سے باہر نکل گئے۔

اس کے بعد جب جناب فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا کو اُن کی وفات کی خبر منجانب اللہ دی گئی تو آپ نے اُمِ ایمن کو اپنے پاس بلایا۔

اُمِ ایمن، ان عورتوں میں سے تھیں جن پر حضرت فاطمہؑ زہرا کو بڑا اعتماد تھا۔
آپ نے اُمِ ایمن سے فرمایا، اے اُمِ ایمن! مجھ کو میری وفات کی خبر دی گئی ہے لہٰذا علیؑ کو میرے پاس بُلا لاؤ۔

جب حضرت علی علیہ السلام اُن کے پاس آئے تو آپ نے اُن سے کہا، اے ابن عم رسولؐ! میں آپ سے چند باتوں کی وصیت کرنا چاہتی ہوں۔ آپ انھیں خوب یاد رکھیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، جو چاہو وصیت کر دو۔

جناب فاطمہؑ زہرا نے کہا، میرے بعد فلاں عورت سے عقد کریں، اس لیے کہ وہ میرے بچوں کی میری ہی طرح پرورش کرے گی اور میرے لیے ایسا تابوت تیار کریں جس کی شکل ملائکہ نے مجھ کو دکھا دی ہے۔ اور جب میرا انتقال ہو تو دن یا رات کے جس حصّے میں بھی ہو، میرا جنازہ فوراً ہی اُٹھائیں تاخیر نہ کریں لیکن اس کا لحاظ رکھیں کہ دشمنوں میں سے کوئی بھی میرے جنازے میں شریک نہ ہونے پائے اور نہ میری نمازِ جنازہ پڑھے۔

حضرت علی علیہ السلام نے وعدہ فرما لیا کہ آپ کی تمام وصیّتوں پر عمل کیا جائے گا۔
پس جس وقت جناب فاطمہؑ زہرا کی وفات ہوئی تو وہ رات کا وقت تھا لہٰذا حضرت علی علیہ السلام نے آپ کی وصیت کے مطابق اُسی وقت آپ کا جنازہ اُٹھانے کی تیاری کی۔
جب غسل وکفن سے فراغت پائی تو آپ نے جنازہ مکان سے باہر نکالا اور کھجوروں کی شاخیں روشن کر کے جنازے کے آگے آگے چلے۔ پھر آپ نے اُن کی نمازِ جنازہ پڑھی اور رات ہی کو دفن کیا۔
جب صبح ہوئی تو ابوبکر و عمر جناب فاطمہؑ کا حال معلوم کرنے کے لیے دوبارہ چلے۔ راستے میں ایک مردِ قریشی سے ملاقات ہوئی۔

ان دونوں نے اُس سے پوچھا، تم کہاں سے آ رہے ہو؟
اُس نے جواب دیا، علیؑ ابن ابی طالبؑ کو فاطمہؑ کی تعزیت دینے گیا تھا۔
اُن دونوں نے کہا، کیا فاطمہؑ کا انتقال ہو گیا؟
اُس نے کہا، ہاں، وہ رات ہی کے وقت دفن بھی کر دی گئیں۔
یہ سن کر اُن دونوں نے بہت جزع و فزع کیا اور حضرت علی علیہ السلام سے آ کر ملے اور کہا: خدا کی قسم، تم نے ہمارے ساتھ بُرائی کرنے میں کوئی کمی نہ اُٹھا رکھی، یہ اس وجہ سے کہ تمھارے سینے میں ہماری طرف سے کینہ ہے۔ یہ بالکل اسی طرح کا واقعہ ہے جس طرح تم نے رسول اللہؐ کے غسل وکفن میں ہمیں شریک نہ کیا، اور جس طرح اپنے فرزند حسنؑ کو تم نے سکھایا تھا کہ انھوں نے ابوبکر سے کہا، کہ میرے بابا کے منبر سے اُتر آؤ۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، اگر میں قسم کھا کر کچھ کہوں تو کیا تم کو میری قسم پر اعتماد ہوگا؟
اُنھوں نے کہا، کیوں نہیں۔

حضرت علی علیہ السلام اُن دونوں کو مسجد میں لے کر آئے اور فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھ سے وصیت فرمائی تھی کہ غسل کے وقت اُن کے جسم کے حصّوں (اعضاء) کو سوائے اُن کے ابنِ عم کے کوئی اور نہ دیکھے۔ اس لیے میں غسل دیتا تھا اور ملائکہ اُن کو کروٹ دلاتے تھے اور فضل بن عباس پانی دیتے جاتے تھے، درآنحالیکہ وہ اپنی آنکھوں پر پٹی باندھے ہوئے تھے
میں نے جب ارادہ کیا کہ آنحضرتؐ کے جسدِ مبارک سے پیراہن جُدا کروں تو زور سے ایک آواز آئی (میں نے آواز دینے والے کی صورت نہیں دیکھی) کہ رسولؐ اللہ کا پیراہن نہ اُتارو، یہ آواز کئی مرتبہ آئی چنانچہ میں نے پیراہن نہیں اُتارا۔ اور پیراہن کے اندر سے آنحضرتؐ کو غسل دیا۔ پھر آپؐ کو کفن پہنایا پیراہن کفن پہنانے کے بعد جسدِ مبارک سے جُدا کیا۔

اب رہا میرے فرزند حسنؑ کا معاملہ، تو یہ تم بھی جانتے ہو اور تمام اہلِ مدینہ بھی جانتے ہیں کہ وہ نمازِ جماعت میں مسجد میں داخل ہوتے اور نمازیوں کی صفوں کو چیرتے ہوئے محرابِ مسجد میں پہونچ جاتے اور جس وقت پیغمبرِ اکرمؐ سجدے کی حالت میں ہوتے تھے تو وہ آپؐ کی پشتِ مبارک پر بیٹھ جاتے تھے، اور آنحضرتؐ اس طرح سجدے سے سرِ اقدس اُٹھاتے تھے کہ آپؐ کا ایک ہاتھ حسنؑ کی پشت پر ہوتا تھا اور دوسرا ہاتھ اپنے زانو پر۔ اس طرح آپؐ نماز کو تمام کرتے تھے۔

اُن دونوں نے کہا، ہاں، ہم کو بھی یہ معلوم ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، پھر تم دونوں کو یہ بھی معلوم ہے اور تمام اہلِ مدینہ کو بھی علم ہے کہ حسنؑ دوڑتے ہوئے نبیٔ اکرمؐ کے پاس جاتے تھے اور جا کر کاندھے پر سوار ہو جاتے تھے اور اُن کے پاؤں رسول اللہؐ کے سینۂ اقدس پر اس طرح لٹکتے ہوئے ہوتے کہ اُن پہونچوں (پیروں کے ٹخنوں) کی چمک مسجد کے آخری حصّے سے دکھائی دیتی تھی۔

نیز جب رسول اللہؐ خطبہ دیتے ہوتے تو حسنؑ آپؐ کے کاندھے پر چڑھے رہتے تھے، یہاں تک کہ آپؐ خطبے سے فارغ ہو جاتے تھے۔

لہٰذا جب اُس بچّے نے یہ دیکھا کہ ایک اجنبی شخص اُس کے جد کے منبر پر ہے تو اُس کو یہ بات شاق ہوئی اور اُس بے ساختہ یہ کہہ دیا کہ میرے بابا کے منبر سے اُتر آؤ۔ خدا کی قسم، نہ میں نے حسنؑ کو اس بات کا حکم دیا تھا اور نہ اُس نے میرے کہنے سے یہ کہا تھا۔

اب رہی بات فاطمہؑ زہرا کی، تو، تم نے دیکھا کہ میں نے اُن سے تم دونوں کے ملنے کے لیے اجازت لی تھی، پھر جو کچھ اُنھوں نے تم لوگوں سے گفتگو کی تھی وہ بھی تمھیں معلوم ہے۔ خدا کی قسم،

اس کے بعد یہ روایت اور آگے بڑھی جس میں ان عظیم مصائب کا تذکرہ کیا گیا ہے جو اس کے بعد وقوع پذیر ہوئے۔

ابنِ عباس بیان کرتے ہیں کہ جب فاطمہؑ زہرا کو خبر ہوئی کہ ابوبکر نے فدک پر قبضہ کر لیا ہے۔ تو آپ بنی ہاشم کی عورتوں کے حلقے میں باہر نکلیں، ابوبکر کے پاس آئیں، اور فرمایا: اے ابوبکر! کیا تم مجھ سے وہ زمین بھی لے لینا چاہتے ہو، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دی تھی۔

یہ سن کر ابوبکر نے دوات طلب کی اور چاہا کہ اس زمین کو واپس کرنے کے لیے حکمنامہ صادر کریں، اتنے میں عمر بن خطاب آئے اور بولے:

اے خلیفۂ رسول! آپ یہ دستاویز اس وقت تک نہ لکھیں جبتک فاطمہؑ اپنے دعوے کا ثبوت پیش نہ کریں۔

جناب فاطمہ زہرا نے فرمایا، علیؑ اور اُمِ ایمن اِس کے گواہ ہیں۔

عمر نے کہا، ایک عجمی عورت جو اچھی طرح بات نہ کر سکتی ہو اس کی گواہی قبول نہیں اب رہے علیؑ، تو وہ اپنے ہی مطلب کی بات کہیں گے۔

یہ سن کر جناب فاطمہ زہرا غصّے کے عالم میں واپس آ گئیں اور آپ کا مرض بڑھ گیا۔

• حضرت علی علیہ السّلام کا معمول تھا کہ پانچوں وقت کی نماز مسجد میں پڑھا کرتے تھے، ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السّلام جب نماز سے فارغ ہو چکے تو ابوبکر و عمر نے پوچھا:

رسول کی بیٹی کیسی ہیں؟ اور کہا اے علیؑ! ہمارے اور فاطمہؑ کے درمیان جو ناخوشگوار امور پیش آئے ہیں اُن سے تم واقف ہو، اگر تم مناسب سمجھو تو ہمیں اُن کے پاس لے چلو تاکہ ہم اپنی غلطیوں کی اُن سے معافی طلب کر لیں۔

حضرت علی علیہ السّلام نے فرمایا، تمہاری مرضی ہے۔

چنانچہ یہ دونوں، حضرت علیؑ کے ہمراہ دروازۂ فاطمہؑ پر پہونچے۔ حضرت علیؑ اندر گئے اور فرمایا:

اے سیّدہ! فلاں و فلاں دروازے پر کھڑے ہیں تم کو سلام کرنا چاہتے ہیں تمہاری کیا رائے ہے؟ کیا انھیں اندر بلا لیا جائے؟

جناب فاطمہ زہرا نے فرمایا، اے علیؑ! یہ گھر بھی آپ کا ہے اور میں بھی آپ کی زوجہ ہوں آپ کو ہر طرح کا اختیار ہے۔

حضرت علی علیہ السّلام نے فرمایا، اچھا تم نقاب ڈال لو۔

جناب سیّدہؑ نے نقاب پہن لی اور دیوار کی طرف منھ کر کے بیٹھ گئیں۔ تب وہ دونوں اندر داخل ہوئے اور سلام کرنے کے بعد بولے:

اے فاطمہؑ! آپ ہم سے راضی ہو جائیں، اللہ آپ سے راضی ہو۔

جناب سیّدہؑ نے کہا، مجھے راضی کرنے اور اپنی غلطی پر ندامت کی کیا وجہ ہے کہ جس کی بنا پر تم دونوں میرے پاس آئے ہو؟

اُنھوں نے عرض کیا، واقعتاً اب ہم اپنی غلطی پر نادم ہیں اور امید ہے کہ آپ اسے درگذر کر دیں گی۔

جناب فاطمہؑ زہرا نے فرمایا، اگر تم دونوں سچے ہو تو میں تم دونوں سے ایک بات پوچھتی ہوں سچ بتانا۔ اور میں وہی بات پوچھوں گی جس کے متعلق مجھے معلوم ہے کہ تم اسے جانتے ہو، اگر تم نے سچ بتا دیا تو میں سمجھوں گی کہ تم لوگ یہاں سچی نیت سے آئے ہو۔

اُن دونوں نے عرض کیا اچھا جو پوچھنا ہو پوچھیے۔

جناب فاطمہ زہرا نے فرمایا، میں تمھیں خدا کی قسم دے کر پوچھتی ہوں کہ تم نے میرے پدرِ بزرگوار کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ: فاطمة بضعة منّی فمن آذاها فقد آذانی" (فاطمہؑ میرا ہی ایک ٹکڑا ہے جس نے اس کو اذیت دی، اُس نے مجھے اذیت پہونچائی۔)

دونوں نے اقرار کیا اور کہا، جی ہاں سنا ہے۔

یہ سن کر جناب فاطمہ زہرا نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور کہا

" اللهم انهما قد اذيانی فانا اشكوهما اليك والى رسولك لا والله لا ارضى منكما ابدا حتى القى الى رسول الله." (خدایا تو گواہ رہنا کہ ان دونوں نے مجھے اذیت دی، میں ان دونوں کی شکایت تجھ سے اور تیرے رسول سے کرتی ہوں۔ لا واللہ، میں ان دونوں سے تا ابد راضی نہ ہوں گی یہاں تک کہ میں رسول اللہ سے ملاقات کروں۔) واخبره بما صنعتما فيكون هو الحاكم فيكما۔ (اور تمہارا وہ سلوک بیان کروں گی جو تم نے میرے ساتھ کیا ہے پس اس وقت وہی تم دونوں کا فیصلہ کریں گے۔)

یہ سن کر ابوبکر رونے لگے اور کافی گریہ و زاری کرنے لگے۔

عمر نے کہا، اے خلیفۂ رسول! آپ ایک عورت کی باتوں میں آ کر جزع فزع کرنے لگے۔

اس کے بعد جب تک جناب فاطمہؑ زہرا زندہ رہیں ان دونوں کے لیے بددعا ہی کرتی رہیں۔

پچاشی دن وفاتِ رسولؐ کے بعد کے ہیں۔

جناب امیر المومنین علیہ السلام نے آپ کو غسل وکفن دیا۔ حضرت علیؑ و امام حسنؑ و امام حسینؑ و جناب زینبؑ و ام کلثومؑ اور فضہؓ و اسماء بنتِ عمیس کے علاوہ کوئی اور آپ کے جنازے پر حاضر نہیں تھا۔ حضرت علی علیہ السلام آپ کا جنازہ رات کے وقت جنت البقیع لے گئے اُس وقت آپ کے جنازے کے ساتھ صرف حضرت امام حسنؑ و امام حسینؑ تھے اِن ہی حضرات نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی، اُس وقت بھی آپ کے جنازے کی نماز اور دفن میں کوئی شریک نہیں ہوسکا، اور نہ کسی کو آپ کے انتقال کی خبر ملی۔ (دلائل الامامت طبری)

• عامی نے اپنے اسناد کے ساتھ محمد بن عمر سے روایت کی ہے کہ حضرت فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا کی وفات ۳ ماہ رمضان کو ہوئی اور اُس وقت آپ کا سن تقریباً اُنتیس ۲۹ سال کا تھا۔

• ابوعبداللہ بن مندہ اصفہانی نے اپنی کتاب "المعرفت" میں تحریر کیا ہے کہ حضرت علیؑ کا عقد، حضرت فاطمہؑ زہرا سے مدینہ میں ہجرتِ رسولؐ کے بعد ہوا اور عقد کے ایک سال بعد رخصتی عمل میں آئی؛ آپ کے بطن سے امام حسنؑ امام حسینؑ اور محسنؑ و ام کلثومؑ صغریٰ و زینبؑ کبریٰ پیدا ہوئیں۔

(۲۲) — آپکی وفات اور عمر کے بارے میں مختلف روایات

محمد بن اسحاق نے تحریر کیا ہے کہ وقتِ وفات جناب فاطمہؑ زہرا کی عمر اٹھائیس ۲۸ سال تھی اور بعض نے کہا ہے کہ ۲۷ سال تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ کی ولادت میلادِ نبوی سے اکتالیسویں ۴۱ سال کی ابتدا میں ہوئی اس حساب سے آپ کی عمر ۲۳ سال ہوتی ہے لیکن اکثر مورخین کا کہنا ہے کہ آپ کی عمر اُنتیس ۲۹ سال یا تیس سال تھی۔

• علامہ مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین میں تحریر کیا ہے کہ جناب فاطمہؑ زہرا کی وفات، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے کچھ دنوں بعد ہوئی لیکن مدت میں اختلاف ہے لوگ زیادہ سے زیادہ مدت آٹھ ماہ اور کم سے کم چالیس روز بیان کرتے ہیں، جو روایت حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس سلسلے میں وارد ہوئی ہے وہ زیادہ قابلِ اعتماد ہے۔ اس میں ہے کہ آپ کی وفات، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے تین مہینہ کے بعد ہوئی۔

• مصباح کفعمی میں اور مصباح الزائر میں مرقوم ہے کہ آپ کی وفات ۳ جمادی الثانی سنہ ۱۱ھ

کو ہوئی۔

• مصباح الزائر میں ہے کہ ابن عباس کے قول کے بموجب حضرت فاطمہؑ زہرا کی وفات اور مدتِ عمر کے متعلق جو مختلف روایات وارد ہوئی ہیں اُن سب کی تطبیق ممکن نہیں ہے اور نہ ہی تاریخہائے وفات اور اس خبرِ صحیح کے درمیان تطبیق ممکن ہے جس میں یہ ہے کہ آپ اپنے پدرِ بزرگوار کی وفات کے بعد پچھتر دن زندہ رہیں کیونکہ اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ۲۸ صفر مانی جائے تو اِس بناء پر جناب فاطمہؑ زہرا کی وفات جمادی الاولیٰ کے درمیانی تاریخوں میں قرار پاتی ہے۔ اور اگر وفاتِ رسولؐ کے متعلق ۱۲ ربیع الاول کا قول اختیار کیا جائے، جس کی عام مسلمان روایت کرتے ہیں، تو آپ کی وفات جمادی الثانی کی آخری تاریخوں میں ماننی پڑتی ہے۔

ابوالفرج اصفہانی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے جو روایت کی ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے تین ماہ کے بعد تک زندہ رہیں۔ اس کی تطبیق بقول ۳ جمادی الثانی کے ساتھ ممکن ہے۔ بایں معنی کہ تین ماہ سے صرف چند روز بڑھے ہوئے ہیں، ہوسکتا ہے کہ اس کا شمار کیا گیا ہو اور اس کی تائید اُس روایت سے بھی ہوتی ہے جس کو طبری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے واسطے سے نقل کیا ہے۔

(۲۳) — وقتِ وفات آپ کے سن میں اختلاف

سید الحفاظ ابومنصور دیلمی نے اپنے اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ عبداللہ بن حسن، ہشام بن عبدالملک کے پاس گئے وہاں کلبی بھی موجود تھا، ہشام نے عبداللہ بن حسن سے پوچھا: اے ابومحمد! فاطمہؑ زہرا کی عمر (وفات کے وقت) کتنی تھی؟

عبداللہ بن حسن نے جواب دیا تیس ۳۰ سال۔

پھر اُس نے کلبی سے پوچھا، تم کیا کہتے ہو؟

کلبی نے کہا، پینتیس ۳۵ سال۔

ہشام نے عبداللہ بن حسن سے کہا، سنتے ہو کلبی کیا کہتا ہے؟

عبداللہ بن حسن نے جواب دیا مجھ سے میری ماں کے متعلق پوچھو اور کلبی سے اُس کی ماں کے متعلق۔ اس کو اپنی ماں کی عمر کا زیادہ علم ہے اور مجھے اپنی ماں کی عمر کا زیادہ علم ہے۔